محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کے فضائل ایک حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارحم امتی بامتی ابوبکر، واشدھم فی امر اللہ عمر، واصدقھم حیاءً عثمان بن عفان، واقضاھم علیؓ، واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل، وافرضھم زید بن ثابت، واقرؤھم ابیّ بن کعب، ولکل امۃ امین و امین ھٰذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجرّاح۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، مناقب معاذ بن جبل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میری امت میں سب سے رحم دل ابوبکر ہیں، دینی معاملات میں سب سے زیادہ پختہ عمر ہیں، حیا میں سب سے بڑھ کر عثمان ہیں، مقدمات کے فیصلوں میں سب سے بہتر علی ہیں، حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں، علم فرائض میں سب سے زیادہ واقفیت رکھنے والے زید بن ثابت ہیں، علم قرأت کے سب سے زیادہ ماہر ابیّ بن کعب ہیں، اور ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے، اُمتِ محمدیہ کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

اس سے چند سطور آگے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان ہوتے ہیں۔ آنحضرت کے الفاظ کا شان و شکوہ اور ادبیت ملاحظہ ہو، حضور فرماتے ہیں۔

ما اظلّت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق ولا اوفیٰ من ابی ذرؓ شبہ عیسی بن مریم ۔

یعنی یہ فلکِ نیل گوں کسی ایسے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا، اور اس کرۂ ارض نے کسی ایسے انسان کو اپنی پشت پر نہیں اُٹھایا، جو ابوذرؓ سے زیادہ حق گو اور پابند عہد ہو۔ پرہیزگاری میں وہ نمونۂ مسیح ہیں۔

حضرت عمر فاروق نے آنحضرت سے یہ الفاظ سُنے تو عرض کیا!

یارسول اللہ! یہ بات ہم ابوذرؓ کو بتادیں ۔

فرمایا: بتادو۔

اس حدیث کو سمجھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ آنحضرتؐ نے جس صحابی کی جو صفت بیان فرمائی ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس میں صرف یہی صفت پائی جاتی تھی، دوسری صفاتِ حسنہ نہیں پائی جاتی تھیں۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس میں فلاں صفت اس درجے نمایاں اور ابھری ہوئی ہے کہ اس کی دیگر تمام صفات پر غالب نظر آتی ہے اور وہ صفت اس کے ساتھ اس طرح وابستہ ہوگئی ہے کہ اس کا ایک مخصوص عمل قرار پاگئی ہے۔ اس کا تصوّر آتے ہی فوراً وہ صفت ذہن میں آجاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ حاتم کے تصور کے ساتھ سخاوت اور رستم کے ساتھ شجاعت کا تصوّر بھی ذہن میں گردش کرنے لگتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ اگر سب سے زیادہ رحم دل تھے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس صفت کے سوا ان میں اور کوئی صفت موجود نہ تھی، یعنی عدل، بہادری، قناعت، استقامت، سخاوت، صبر اور نرم کلامی وغیرہ اوصاف کا ان میں فقدان تھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ صفت دوسری صفات سے نسبتاً زیادہ تھی۔ صحابہ کرام کے بارے میں جو مناقب و فضائل کتبِ حدیث میں مرقوم ہیں، ان کو اسی نقطۂ نظر سے سمجھنا چاہیے۔

ان سطور میں صرف حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے متعلق چند گزارشات پیش کرنا مقصود ہے۔ جن الفاظ میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا ہے وہ انتہائی شان دار

اور نہایت پُر شکوہ ہیں۔ اس قسم کے الفاظ آنحضرت نے اور کسی صحابی کے بارے میں ارشاد نہیں فرمائے ۔۔ اس نیل گوں آسمان کے سایہ تلے اور اس بے انتہا وسیع و عریض زمین کی پشت پر ابوذر سے زیادہ حق گو کوئی دوسرا شخص پیدا نہیں ہوا۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے جس کا بارگاہِ رسالت سے ابوذر غفاری کو مستحق گردانا گیا۔ اور فرمایا گیا کہ وہ تقویٰ و پرہیز گاری میں مانندِ مسیح ہیں۔

بلا امتیاز سب صحابہ کرام صداقت اور تقویٰ و پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ عالی کردار، راست گفتار اور صادق القول تھے۔ عدل و احسان اور خلوص و للّٰہیت کا پیکر دلنواز تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ ابوذر میں وہ کیا خصوصیت تھی جس کی بنا پر وہ سب سے ممتاز قرار پائے اور صدقِ مقال و راست گوئی اور تقویٰ شعاری کا وہ کون سا ایسا انوکھا وصف تھا جس کی وجہ سے لسانِ نبوت نے اُنھیں مادرِ گیتی کے سب سے اونچے انسان سے تعبیر کیا۔؟

جواب یہ ہے کہ وہ خود بھی نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور لوگوں کو بھی سادگی کا درس دیتے اور راہِ خدا میں سب کچھ نچھاور کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اس ضمن میں ان کا اسلوبِ زیست سب سے منفرد اور نرالا تھا۔

آنحضرت کے بعد ابوذر کا یہ نعرہ اور مِشن تھا کہ:

دولت کی تقسیم منصفانہ ہونی چاہیے۔

اکتناز اور ذخیرہ اندوزی کا سلسلہ غیر اسلامی ہے اسے ختم کر دیا جائے۔

معاشی ناہمواریوں کا سدِّ باب کیا جائے۔

عیش و تنعم کی زندگی کو ترک کر کے سادگی کو اپنا شعار بنایا جائے۔

محلات و قصور کی تعمیرات میں مال ضائع نہ کیا جائے۔

بلاشبہ حضرت ابوذر غفاری کا یہ نظریہ کتاب و سنت سے ہم آہنگ اور آنحضرت کے عمل و فعل کے مطابق تھا۔ موجودہ دور میں معاشیات کا مسئلہ سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اگر حضرت ابوذر غفاری کے نقطۂ نظر کو اپنایا جائے تو اس کے حل کی راہیں آسانی سے نکل سکتی ہیں۔

ہمارے رہنماؤں اور حاکموں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معیار زندگی کو زیادہ سے زیادہ سادہ بنانے کی سعی کریں۔ ٹھاٹھ کی زندگی بسر کرنے اور اسلام کے نعرے لگوانے سے نہ اسلامی نظام قائم ہو سکتا ہے، نہ معاشرے کی معاشی حالت سدھر سکتی ہے۔ اس کے لیے طریقِ زندگی اور نہجِ زیست کو بدلنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے معاشیات کے سلسلے میں جو طرزِ عمل اختیار کیا تھا، وہ کتاب و سُنت کے مطابق تھا۔ آئیے اِس دور میں اس کو اپنانے کی کوشش کریں۔